Mirpur Islamicus

ISSN: 3007-4622 (P), 3006-3345(E)

MIRPUR ISLAMICUS JOURNAL OF RELIGIOUS AND SOCIAL STUDIES

تحصیل و تنظیم زکوۃ میں عاملین کی محوری حیثیت

THE KEY ROLE OF DISTRIBUTORS IN COLLECTION AND MANAGEMENT OF ZAKAT

1. ***Muhammad Imran Khan***
Imran.isl@must.edu.pk
Lecturer, Mirpur University of Science & Technology (MUST), (AJ&K) Pakistan.

2. ***Dr. Tahir Aslam***
Tahir.iis@must.edu.pk
Assistant Professor, Mirpur University of Science & Technology (MUST), (AJ&K) Pakistan.

3. ***Dr.Muhammad Akram ul Haq***
ikramulhaq@gmail.com
Assistant Professor of Islamic Studies Govt. Islamia College Lahore Cantt. Lahore.

Vol. 02, Issue, 01, Jan-June 2025, PP:20-35

OPEN ACCES at: www.mirpurislamicus.com

Article History	Received	Accepted	Published
	18-03-25	03-04-25	30-06-25

Abstract

Islam provides the complete code of life. The Social, Political Economic and ethical rights of all creatures have been guaranteed by the Islam. It is said that poverty is a curse. In order to remove poverty form society, the Islamic economic system offers the principle of Zakat. In order to provide easiness to human being. The Zakat system of Islam play a significant role in promoting the standard of social and economic life of human being. Zakat is the basic pillar of Islamic belief. Zakat means the wealth in a definite proportion collected from those who afford and spent on poor and needy. The Zakat is an ideal economic system and has great significance and impact in eradication of poverty from society. The efficient collection and management of Zakat, an obligatory charity in Islam, is pivotal in addressing socio-economic inequalities and alleviating poverty within Muslim communities. Distributors serve as intermediaries between donors and beneficiaries, responsible for the collection, assessment, and equitable distribution of Zakat

CC BY

funds. Distributors play a vital role in collecting and managing Zakat, serving as custodians of Zakat resources and enablers of social justice and solidarity within Muslim communities. Their efficient and transparent operation is essential for maximizing the impact of Zakat funds and fulfilling the ethical imperative of caring for the less fortunate in society. The article throws light on the role of persons responsible for collection of Zakat (Aamaleen). The article reflects how to collect, administered, mange, distribute and save the amount of Zakat. It further explain how to provide easiness to those who are landing Zakat and how to manage and making planning for the same.

***Key Words**: Zakat, collection of Zakat (Aamaleen), Muslim communities, Human Being, Islamic Economic.*

موضوع کا تعارف:

جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے مطابق قرآن مجید کے حروف اٹھا نہیں لیے جاتے یعنی قیامت نہیں آجاتی تب تک اس کے اندر بیان شدہ اوامر و نواہی کی حیثیت قائم رہے گی۔ اس آسمانی عالمگیر اور لاریب کتاب سے جس جس نے ہدایت حاصل کی سرخرو ہوا۔ اور دنیا میں تمکنت ارضی کے منصب پر فائز ہوا۔ ارشاد ربانی ہے:

"اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ" [1]

" وہ لوگ جنہیں ہم اس زمین پر اقتدار بخشیں وہ نماز قائم کریں گئے۔ زکوۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائیوں سے روکیں گئے"

گویا تمکنت ارضی کے لیے چار امور کا التزام ناگزیر ہے۔

۱۔ اقامت صلوٰۃ ۲۔ ایتائے زکوۃ ۳۔ امر بالمعروف ۴۔ نہی عن المنکر

عہد رسالت میں ان امور کا خصوصی التزام تھا۔ اقامت صلوٰۃ کے ساتھ اس کے جڑواں رکن زکوۃ کے اہتمام کے لیے ۹ ہجری کو خصوصی اقدامات کیے گئے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے مرکزی اور مقامی سطح پر عاملین کا تقرر فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کے ان اقدامات سے عاملین زکوۃ کا تعین حکم ربانی کے تحت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہو گیا اب ان کی حیثیت کو کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ زکوۃ کا عمل بھی صرف سال کے لیے نہیں بلکہ دائمی اور ابدی ہے۔ لہٰذا عاملین تحصیل، تنظیم کے عمل کے ساتھ ساتھ زکوۃ کے عمل کو جاری و ساری رکھنے کیے لیے اس کی تعلیم اور ترغیب و ترہیب کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہیں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دیگر مصارف کے ہمراہ ان کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

" اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ "[2]

جس طرح قرآن مجید کے اسالیب میں سے ایک اسلوب تبشیر اور تنذیر کا ہے۔جو ترغیب وترہیب کے لیے نہایت اہم ہے ۔اسی طرح عاملین بھی ان نیک نیت و نیک صفت افراد کو اللہ کے حکم کی پاسداری کرنے اور خوشدلی سے زکوۃ دینے اور انفاق فی سبیل اللہ کرنے پر اجر و ثواب اور دنیا و آخرت میں نفع کی نوید سنائیں۔ان کے حق میں دعا کریں تاکہ وہ اس پاکیزہ عمل کو فریضہ سمجھ کر ادا کرتے رہیں۔خود نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کے حق میں دعا فرمائی جو اپنی زکوۃ لے کر آپؐ کے پاس پہنچے جیسا کہ :

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ﷺ سے مروی ہے کہ :

"كان النبي ﷺ إذا أتاه قوم بصدقتهم قال:اللهم صل على ال فلان فأتاه أبي بصدقته ، فقال:اللهم صل على آل أبي أوفى" 3

"جب کوئی قوم اپنی زکوۃ لے کر رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو آپ ﷺ کے لیے دعا فرماتے کہ اے اللہ آلِ فلاں کو خیر و برکت عطا فرماء میرے والد بھی اپنی زکوۃ لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ آلِ ابی اوفی کو خیر و برکت عطا فرما۔" ذیل کی آیت مبارکہ میں زکوۃ دھندگان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کس قدر شرف پذیرائی بخشا گیا ہے۔

امر ربی ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"خُذْ مِنْ اَمْوٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ"[4]

"آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں اور ان کے ل" یے دعا کیجئے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے"

اللہ کے حکم پر اللہ کے نبی جس کے حق میں اللہ سے برکت کی استدعا کریں تو اس کی قبولیت میں کسی شک و شبے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ابی اوفی کو آنحضرت ﷺ کی طرف سے جو برکت کے لیے دُعا دی گئی۔اس کا مزہ وہ نسلوں تک (خیر و برکت کی صورت میں) چکھتے رہے۔

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ کی نیابت کا فریضہ انجام دینے والا نائب (عامل) جب بھی مؤدی (ادا کرنے والے) کے حق میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے گا تو زبان سے نکلنے والے کلمات یقیناً ﴿اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ کے مطابق اس کی سکنیت و طمانیت کا سبب بنیں گئے۔

عاملین زکوۃ کی لغوی تعریف:

عاملین زکوۃ سے مراد وہ اہلکار ہیں جو زکوۃ و عشر کی وصول اور مستحقین زکوۃ میں تقسیم کرنے کے انتظام کرتے ہیں ۔

صحاح میں عامل کی تعریف یوں کی گئ ہے۔

"عمل :عمل عملاً، وأعمله غيره واستعمله بمعنى واستعمله أيضاً:أي :طلب إليه العمل، واعتمل: اضطرب في العمل" 5

"عمل :ثلاثی مجرد سے ہو یا ثلاثی مزید فیہ (باب افعال،افتعال،استعفال) سے ہو سب کے اندر طلبِ عمل اور اضطرابِ فی العمل کا معنی پایا جاتا ہے"

فیروز اللغات میں عامل کا معنی یوں بیان کیا گیا ہے :

عُمّال: (ع) عامل کی جمع، کارندے، ایجنٹ اسے گورنر بھی کہتے تھے۔ عامل دولتی (یا دیوانی): گورنر دیوان جزری عامل دولتی: سرکاری ایجنٹوں کے لیے پینل کورٹ 6

عاملین زکوۃ کی اصطلاحی تعریف:

لسان العرب میں عاملین کی اصطلاحی تعریف یُوں بیان کی گئی ہے۔

"والعاملین علیها هم السُّعا الذین یاخذون الصّدقات من أربابها ، واحدهم عامل ساع و فی الحدیث: ما ترکت بعد نفق عیالی و مؤون عامل صدقة، أراد بعیاله زوجاته ، وبعامله الخلیفة بعده، وانماخصَّ أزواجه لا نه لا یجوز نکاحهن فجرت لهن النفق فإنهن کالمُعتدات والعاملُ هو الذی یتولّٰی امور الرجل فی ماله و ملکه و عمله ، منه قیل للذی یخرج الزکاة :عامل" [7]

"ابن منظور" نے "و العاملین علیها" سے یہ معنی مراد لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے صدقات والی آیت میں ارشاد فرمایا "والعاملین علیھا" ان عاملین سے مراد وہ کوشش کرنے والے جو اصحاب مال سے مال لاتے ہیں۔ عاملین کا واحد عامل اور سعاۃ کا واحد ساعی ہے اور حدیث پاک میں ہے کہ میں جو اپنے عیال کے خرچ اور اپنے عاملین کے خرچ کے بعد چھوڑوں گا تو وہ صدقہ ہو گا یہاں عیال سے مراد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں اور عامل سے مراد آپ ﷺ کے بعد والے خلفاء ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو اس لیے خاص کیا کیونکہ آپ ﷺ کی ازواج سے نکاح جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے لیے خرچ جاری رہے گا پس آپ ﷺ کی ازواج ایسی ہیں۔ جیسے کہ عدت گزارنے والی عورتیں اور عامل وہ آدمی ہے۔ جو کسی آدمی کے امور کا والی بنے، اس کی مِلک اور اس کے کام میں اور اسی سے زکوۃ نکالنے والے کے لیے عامل لفظ بولا جاتا ہے۔"

امام راغب اصفہانی نے اپنی تصنیف میں عاملین کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"والعاملین علیها" هم المتولون علی الصدق والعُمّال أُجرته" 8

"یعنی عاملین زکوۃ سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جنہیں زکوۃ کی وصولی کے لیے مامور کیا جاتا ہے اور عمالہ سے مراد عامل کی اجرت ہے"

"الفقہ الاسلامی وادلتہ" میں عاملین زکوۃ کا معنیٰ اس طرح واضح کیا گیا ہے۔

"العاملون علیها: و هم السعاالجبای الصدقة "9

"یعنی عاملون سے مراد زکوۃ کی وصولی کے لیے سعی کرنے والے افراد ہیں"

عبدالرحمٰن الجزیری عاملین کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"العاملون علیها جمع عامل و هو کُل یعمل لجبایة الصدقات وتحصیلیها او فی کتابتها و تدوینها او حراستها او حمایتها او تفریقها و توزیعها و کُلها متصلٌ بتنظیم امرالزکاة "10

"عاملون عامل کی جمع ہے اور عامل ہر اس فرد کو بولا جائے گا جو زکوۃ و صدقات کو اکٹھا کرنے وصول کرنے کا کام کرے یا جو زکوۃ کی کتابت و تدوین کرے یا اسے تحویل میں رکھے یا اس کی نگرانی کرے یا اس کو تقسیم کرے اور بانٹے اور یہ تمام معانی بالواسطہ یا بلاواسطہ تنظیم زکوۃ سے متصل ہیں"

امام جلال الدین السیوطی کے نزدیک عاملین زکوۃ سے مراد:

"والعاملین علیها:السعا اصحاب الصدقة"11

"عاملین زکوۃ سے مراد وہ اصحاب ہیں جو صدقات کی وصولی کے لیے سعی کرتے ہیں"

لغات القرآن میں عاملین کا اصطلاحی مفہوم ان الفاظ میں تحریر کیا گیا ہے۔

"وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْها" میں عاملین سے محکمہ زکوۃ کے کارندے مراد ہیں۔ جن کے ذمہ زکوۃ وصدقات کی وصولیابی ہوتی ہے کیوں کہ عامل کے معنی متولی امور اور کارندے کے بھی آئے ہیں اور اسی لحاظ سے محصل زکوۃ کو "عامل" کہتے ہیں" 12

تفسیر مراغی میں عاملین زکوۃ کی تعریف یہ ہے۔

" والعاملين عليها و هم الذين يبعثهم السلطان لِجباتها او حفظها فيشمل الجبا(المحصلين) وخزن المال (مديرى الخزائن) و هم يا خذون منها عُمالتهم على عملهم لا على فقرهم "13

"عاملین علیہا وہ لوگ ہیں جنہیں سلطان/خلیفہ زکوۃ وصول کرنے یا زکوۃ کی حفاظت کے لیے مقرر کرتا ہے پس اس میں محصلینِ زکوۃ بھی ہوں گے اور خزانچی مال بھی ہوں گے اور وہ زکوۃ کی مد سے اپنی اجرت وصول کریں گے یہ اُجرت اُن کے عمل کے عوض ہو گی نہ کہ فقر کی وجہ سے"

عاملین کے مترادفات:

"زکوۃ فلسفہ اور قانون" کے مصنف لکھتے ہیں کہ:

عام طور پر فقہائے کرام اس پر متفق ہیں کہ زکوۃ کے عاملین مندرجہ ذیل ہیں۔

الف: الْمُتَصَدِّقُوْنَ: یعنی زکوۃ وصول کرنے والے زکوۃ کے واجبات وصول کر کے، زکوۃ کے مراکز میں جمع کرانے والے

ب: اَلْقَسَّامُون: یعنی تقسیم کرنے والے جمع شدہ اموال زکوۃ کو محفوظ رکھیں، اور جائز مستحقین تک پہنچائیں۔

ج: محافظین: (خازن)، زکوۃ کے گوداموں کے نگران، بطور زکوۃ حاصل شدہ مویشیوں کے نگران (یعنی چرواہے، گلہ بان، مویشیوں کو پانی پلانے والے وغیرہ شامل ہیں۔

د: الْكَيَّالُونَ: یعنی وزن و حجم کی پیمائش کرنے والے: وہ لوگ جو بطور زکوۃ حاصل شدہ زرعی پیداوار کی مختلف انواع واقسام کے وزن یا حجم کی پیمائش کرتے ہیں۔

ہ: الْكَاتِبُوْن: یعنی محررین یا کلرک، جن کا کام زکوۃ کے حسابات کی فائلیں اور ریکارڈ رکھنا ہے۔

و: الْحَاسِبُون: یعنی محاسبین: اموال زکوۃ کی آمدنی وخرچ کا مکمل حساب رکھنے والے۔

ز: الْعَارِفُونَ: یعنی مخابرین: یہ وہ لوگ ہیں جو مستحقین کی تلاش میں رہتے ہیں، اور زکوۃ کے متعلق شعبہ کے ناظم کو مستحقین کی حالت اور پتہ کی اطلاع دیتے ہیں۔

ح: الْحَاشِرُوْنَ: یعنی اجتماع کرنے والے کبھی ضرورت پڑے، زکوۃ دینے والوں (مستحقین) کا اجتماع کرنے والے۔

ط: رَؤُسَآءُ الْعَامِلِين: یعنی ناظمین: جو زکوۃ کے مراکز کا انتظام وانصرام کرنے والے ہیں۔ ہر ناظم زکوۃ اپنے مرکز کی صحیح

کارکردگی کے لیے مسلم ریاست اور عوام دونوں کے سامنے جوابدہ ہے 14

تحصیلِ زکوۃ میں عاملین کی محوری حثیت:

تحصیل سے مراد وصولی زکوۃ ہے کیوں کہ حدیث معاذ بن جبلؓ میں توخذ من اغنیاء ھم وترد فی فقراء ھم کے کلمات سے تحصیل زکوۃ میں عامل کی محوری حیثیت ثابت ہوتی ہے اور تنظیم سے مراد زکوۃ کے جملہ اھداف نظم کے ساتھ مقصود ہیں کہ اس عمل کو عامل مکمل نظم کے ساتھ سرانجام دے گا اس میں حساب کتاب، ادائیگی امانت، ثبت مہر اور دور جدید میں کمپیوٹر پر ریکارڈ مرتب کرنا سب شامل ہو گا۔

تحصیل زکوۃ سے مراد زکوۃ کی وصولی کا عمل ہے۔ جس کا اختیار سربراہ ریاست، امام اور اس کے نائبین کو حاصل ہے۔ چونکہ سربراہ ریاست بیک وقت ہر علاقے یا خطے میں اس فریضے کی بجاآوری کے لیے خود نہیں پہنچ سکتا۔ للذا سربراہ کے نائبین مصدقین ہیں یعنی سُعَاۃ اور عُشارؒ یہ فریضہ بجالائیں گے۔

علامہ کاسانی ساعی اور عاشر کو اس طرح واضح کرتے ہیں:

سُعَاۃ: ساعی کی جمع ہے یہ وہ شخص ہے جو قبائل (گائوں، دیہات، ڈیروں وغیرہ) ہیں گھومتا پھرتا ہے۔ تاکہ مویشیوں کی زکوۃ ان کے ٹھکانوں سے وصول کرے۔

عشارؒ: عاشر کی جمع ہے یہ وہ شخص ہے جو امام کی طرف سے راستے پر مقرر ہوتا ہے۔ تاکہ وہاں سے گزرنے والے تاجروں سے (ان کے پاس موجود مال تجارت کی) زکوۃ وصول کرے۔ (جبکہ شرائط وحوب پائی جائیں) اور مصدق ان دونوں کے لیے اسم جنس ہے (کہ یہ دونوں مصدق کے ذیل میں داخل ہیں 15

"خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقً" اکثر اہلِ تفسیر کے نزدیک نبی کریم ﷺ کو زکوۃ کی وصولی کے سلسلہ میں وارد ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ امام (سربراہ ریاست) کو زکوۃ کا مطالبہ اور لینے کا حق حاصل ہے۔ دوسری طرف سربراہ ریاست کے نائبین (مصدق/عاملین) کی نیابت کے ذمہ دار ہیں۔ جن کی حیثیت دائمی اور محوری ہے۔ ان کے بغیر نہ تو تحصیل کا عمل سنت نبویؐ کے تحت ہو سکتا ہے اور نہ ہی تقسیم کا۔

عاملین کی ایسی حیثیت کے پیش نظر مولانا سیوہاروی لکھتے ہیں:

"بہر حال زکوۃ اجتماعی معاشی نظام کا ایک خاص اور اہم مالی جُزو ہے۔ اسی لیے اس کے وصول کرنے کا حقیقی اور اصولی طریقہ حکومت کے نظم وانتظام کے ساتھ وابستہ کیا گیا اور اس کی تحصیل کا معاملہ حکومت کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ یعنی حکومت اپنے گورنروں اور تحصیلداروں کے ذریعہ اس اس کو وصول کرے اور بیت المال میں داخل کر کے اس کے صحیح مصارف پر خرچ کرے" 16

حکمِ خداوندی کے تحت سنت نبوی ﷺ سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے ہر مطالبہ کرنے والے یا کسی ایسے شخص کو عامل مقرر کیا ہو۔ جو زکوۃ کی تحصیل، تقسیم اور متعلقہ اصول و ضوابط سے واقف نہ ہو۔ ساتھ ساتھ زبان نبوت سے امانت وصداقت کے تاکیدی کلمات ماموربہ کو فرائض کی بجاآوری پر نہایت مضطرب رکھتے تھے۔ مبادا کہ کہیں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے عہد اور مابعد جب تک ان (عاملین) کا محوری کردار رہا مطلوبہ اہداف و مقاصد بارآور ہوتے

رہے اور جو نہی یہ سُنت چھوٹی اُمت مسلمہ باہمی انتشار و افتراق کی دلدل میں دھنستی چلی گئی۔ نظام زکوۃ کا نظم تعطل کا شکار ہو گیا اور تاحال اس کی حقیقی شکل بحال نہیں ہو سکی۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے نزدیک نظام زکوۃ بھی اسلام کے اس پورے نظام کا ایک حصہ ہے اور اسی لیے انفرادی معاملہ نہیں بلکہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں سے زکوۃ وصول کرے اور اس کو مستحقین میں تقسیم کرے۔ اس کی متعدد وجوہ ہیں جن کو مد نظر رکھنا بے حد ضروری ہے:

اوّل: بعض افراد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے ضمیر مردہ ہو جاتے ہیں اور ان کے شعور بیمار ہو جاتے ہیں اور انہیں کسی ضرورت مند کی ضرورت کا احساس تک باقی نہیں رہتا۔ اس قسم کے لوگوں پر زکوۃ چھوڑ دینا معاشرے کے تنگ دست افراد کو ضائع کر دینا ہے۔

دوم: عزت نفس کا تحفظ: تنگ دست شخص کا مالدار سے لینا اس کی انا کو مجروح کرے گا۔ جبکہ حکومت سے لینے میں اس کی ذات احسان کی گزند سے اور اس کے احساسات مالدار شخص کے سامنے بے وقعت ہونے کی جراحت سے محفوظ رہیں گے۔

سوم: بے ربطی کا احتمال: زکوۃ کا معاملہ انفرادی ہو جانے سے اس کی تقسیم میں بے ربطی پیدا ہو جائے گی کہ ہو سکتا ہے کہ ایک سے زائد دولت مند افراد ایک ہی شخص کو زکوۃ دے دیں اور دوسرا اس سے محروم رہ جائے۔ حالانکہ وہ تنگ دستی میں پہلے سے بڑھا ہوا ہو۔

چہارم: عمومی مصالح کا تعین: زکوۃ کا مصرف فقراء، مساکین اور مسافر ہی نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کی ایسی عمومی مصالح بھی زکوۃ کا اہم مصرف ہیں۔ جن کا اندازہ کرنا افراد کا کام نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی اجتماعی شوریٰ اور اولوالامر کی ذمہ داری ہے۔ مؤلفۃ القلوب کو زکوۃ دینا ہے، جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کرنا ہے اور دنیا میں تبلیغ اسلام کے لیے وفود بھیجنا ہے۔

پنجم: بیت المال کی آمدنی کا اہم ترین ذریعہ: اسلام دین بھی ہے، ریاست بھی قرآن بھی ہے اور سلطان بھی اور اس ریاست و سلطنت کے لیے مال ضروری ہے اور اسلام کے نظام حکومت میں زکوۃ بیت المال کی آمدنی کا اہم ترین ذریعہ ہے 17

تعجب ہے کہ ایک زمانے سے ان غور طلب نکات سے مکمل طور پر صرف نظر کیا جا رہا ہے۔ اسلامی ثقافت کے مصنف "والعاملین علیھا" کی اہمیت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب ایک شخص نے حکومت کے مقررہ عامل کو اپنی زکوۃ دے دی تو اس کی زکوۃ ادا ہو گئی۔ چنانچہ اسی لیے کلکٹروں اور عاملوں کی تنخواہ کا بار بھی اسی فنڈ پر ڈال دیا اور صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ "والعاملین علیھا" جو کارندے وصولی کے لیے مقرر ہوں انہیں بطور مصرف زکوۃ متعارف کرایا، اگر ادائیگی کے لیے یہ بات ضروری نہ ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ مصارف کی مد میں مُستقلاً عمالِ زکوۃ کا ذکر کیا جاتا 18

تحصیل زکوۃ اور اس کی تنظیم کا مقدس فریضہ سرانجام دینے والے اہلکاران (عاملین) اتنے اہم اور برتر ہیں کہ قرآن مجید میں ان کے لیے معاوضے کا تعین کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ [19]

"زکوۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے

اُلفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو"

زکوۃ کی تحصیل و تنظیم میں عامل ہی کو محوری حیثیت حاصل ہے اسی لئے آنحضرت ﷺ نے وصولی زکوۃ پر مامور عامل کو راضی ہو کر لوٹانے کی تاکید فرمائی ہے:

"اذا اتاکم المصدق فلیصدر عنکم و ھو عنکم راضٍ" 20

"جب تمہارے پاس زکوۃ لینے والا آئے تو تم سے راضی ہو کر لوٹنا چاہیے"

اگرچہ عمّال کو سختی سے ہدایت ہے کہ وہ وصولی زکوۃ کے معاملہ میں ظلم و زیادتی سے اجتناب کریں۔ اس کے ساتھ ہی ہدایات دی گئی ہیں کہ زکوۃ دھندگان عاملین کی ایسی کوتاہیوں کے باوجود انہیں راضی رکھیں۔

متذکرہ بالا حدیث مبارکہ میں جو خاص تاکید کی گئی ہے اس کا اعادہ مزید تاکیدی صورت میں یوں کیا گیا ہے:

"ارضوا مصدقیکم قالوا یا رسول اللہ وان ظلمونا قال ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم" 21

"اپنے زکوۃ لینے والوں کو راضی کرو۔ دریافت کیا گیا کہ اگر وہ ظلم کریں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے باوجود انہیں راضی رکھو"

ظاہر ہے کہ اہتمام زکوۃ میں عاملین کا عمل اہم اور محوری حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے عامل کی سعی و کوشش عند اللہ محبوب و مقبول ہونے کے ساتھ ساتھ زبان نبوت میں غازی فی سبیل اللہ کی سند بھی رکھتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد گرامی ہے:

"العامل علی الصدقۃ بالحق کالغازی فی سبیل اللہ حتّٰی یرجع الی بیتہ" 22

"کماحقہٗ زکوۃ وصول کرنے والا گھر واپس آنے تک اللہ کی راہ میں غازی کی مانند ہوتا ہے"

خُذْ مِنْ اَمْوٰلِهِمْ صَدَقَ کی نیابت سنتِ مطہرہ کی روشنی:

ادریس کاندھلوی ابن سعید کی "الطبقات الکبریٰ اور ابن قیم الجوزی کی "زاد المعاد" کے حوالہ سے لکھتے ہیں "اب ۸ھ ختم ہوا اور محرم الحرام ۹ھ کا ہلال نظر آیا۔ اس ماہ میں آپ ﷺ نے عاملین اور مصدقین کو اطراف و اکناف میں زکوۃ و صدقات وصول کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ جن کے اسمائے گرامی اور جس قبیلے کی طرف بھیجے گئے کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار:	نام عامل:	کس قبیلہ کی طرف بھیجا گیا:
۱۔	عینہ بن حِصن فرازیؓ	بنی تمیم
۲۔	بریدۃ بن الحصیبؓ	اسلم و تحصار
۳۔	عباد بن بشیرؓ	بنی سلیم و مزینہ
۴۔	رافع بن مکیث	جھنیہ
۵۔	عمرو بن العاصؓ	بنی فزارہ
۶۔	ضحاک بن سفیان کلابیؓ	بنی کلاب
۷۔	بشیر بن سفیان کعبیؓ	بنی کعب
۸۔	ابن اللتبیہ ازدیؓ	بنی دیبان

۹۔	علاء بن الحضریؓ	بحرین
۱۰۔	حضرت علیؓ	نجران
۱۱۔	عدی بن حاتم	طئی و بنی اسد
۱۲۔	مالک بن نویرہ	بنی حنظلہ 23

دائمی نیابت کے سلسلہ کی انہی اولین کڑیوں کا تذکرہ نامی گرامی مؤرخین اسلام نے اپنے اپنے پیرائیہ تحقیق میں جس طرح کیا ہے اسے ''عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت'' کے مصنف نے ضمیمہ سوم ا: نمبر شمار ا تا ۳ (مرکزی عاملین صدقات) اور ضمیمہ سوم۔ ۲ نمبر شمار ا تا ۳، ا تا ۷، ا تا ۲، ا تا ۱۱ الگ الگ مقامی عاملین صدقات (تعدادی ۲۳) اس طرح مرکزی اور مقامی عاملین (۵۳ = ۲۳ + ۳۰) کے اسمائے گرامی کے قبیلے/خاندان، زمانہ قبول اسلام، علاقہ/قبیلہ (جہاں پر انہیں بھیجا گیا) اور تاریخ تقرر تک بڑے خوبصورت دلنشین اور جامع انداز میں کیا ہے[24]

عمل نبوی ﷺ کے اس اہتمام سے کیا یہ ممکن ہے کہ کسی مرحلہ پر عاملین زکوۃ کے عمل کو ساقط کر دیا جائے؟ باوجود اس کے کہ ایک مسلمان کا ایمان ہو۔ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾25 اور آپ ﷺ کا یہ فرمان گرامی بھی پیش نظر ہو ''علیکم بسنتی''26

اس سنت نبویؐ سے صرف نظر کے نتیجے میں عصر حاضر میں نہ تو زکوۃ کی درست طور پر تحصیل ہو رہی ہے نہ تنظیم بلکہ پورا نظام ہی منتشر ہے۔

یٰسین مظہر صدیقی عامل کی اہمیت و شہرت کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''صدقات، محاصل کی وصولیابی کا گہرا تعلق وصولیابی کے افسروں کی تقرری کے نظام سے تھا۔ اگرچہ ''ولایات'' کے والی ان کی وصولیابی اور صدر مقام ریاست اسلامی کو روانگی کے ذمہ دار تھے۔ تاہم ان کے جمع و وصول کا ایک الگ، مکمل اور جامع نظام تھا جو عہد نبویؐ میں وقوع پذیر ہو۔27 اور رفتہ رفتہ تکمیل کے مدارج طے کرتا ہوا کمال کو پہنچا۔ محاصل ادا کرنے والوں سے صدقات اور جزیہ وصول کرنے کے لیے خاص افسر مقرر کیے جاتے تھے۔ جن کے مختلف نام تھے۔ سب سے زیادہ معروف و عام لفظ ''عامل'' ہے اور قرآن کریم نے یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ کبھی کبھی شبہ کے ازالہ اور مزید توضیح کے لیے مآخذ ''عامل الصدقات'' یا ''عمال الصدقات'' یا ''عاملین الصدقات'' یعنی صدقات کی اضافت کے ساتھ بھی استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ لفظ عامل وسیع تر عمومی معنی میں استعمال ہوتا ہے جس سے مراد محاصل وصول کنندہ کے علاوہ گورنر، والی، منتظم، سرکاری افسر وغیرہ سبھی کچھ ہو سکتا ہے28

صاحب ضیاء القرآن عامل/عاملین کے حوالہ سے رقم طراز ہیں:

''وہ لوگ جو امام وقت کی طرف سے زکوۃ اور صدقات وصول کرنے کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں۔ ان کی تنخواہ میں بھی اسی مد سے دی جا سکتی ہیں۔ اس لیے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوۃ کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ منظم طور پر اسے وصول کرے اور بھرپور اہتمام کے ساتھ اس کو مستحقین میں تقسیم کرے'' 29

مختصراً یہ کہ سُنت نبویؐ کے تحت اگر زکوۃ کی تحصیل و تقسیم کا اہتمام تسلسل سے ہوتا تو مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ جس قدر عصری اور قدرتی وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ امت مسلمہ خاص طور پر غربت و تنگدستی کے لفظ سے ہی ناآشنا ہوتی

چہ جائے کہ اسی کے سبب جملہ اخلاق رزیلہ کی زد میں ہے اور وسائل کی بھر مار ہونے کے باوجود خودکشیوں کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عمل نبویؐ سے صرف نظر کے نتیجے میں عباسی خزانہ کے درہم برہم ہونے کے دیگر اسباب (مثلاً فضول خرچی، غیر مستحقین میں روپے ٹھیکریوں کی طرح بانٹنا اور لغویات کی نظر کرنا) کے علاوہ خاص طور پر زکوۃ کی ادائیگی کو مسلمانوں پر چھوڑ دینا تھا۔

رشید اختر ندوی اس منظر نامے کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

”نقد روپے یا سونے چاندی کی زکوۃ کی ادائیگی مسلمانوں پر چھوڑ دی گئی تھی وہ اس بات کے متعلق پابند نہ تھے کہ لازمی طور پر اپنے روپے یا چاندی سونے کی زکوۃ شاہی خزانہ (بیت المال) میں داخل کریں۔ ہر صاحب نصاب اپنے طور پر اپنے روپے کی زکوۃ نکال کر غریبوں میں بانٹ دیتا“[30]

موصوف اس پر محاکمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”اگر عباسی دور میں یہ بات رائج نہ ہوتی اور ہر مسلمان شاہی خزانہ میں اپنے مال کی زکوۃ داخل کرنے کا پابند ہوتا تو ملت کے اقتصادی حالات خراب نہ ہوتے“[31]

تنظیم زکوۃ میں عاملین کی محوری حیثیت:

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق فرمائی پھر اس کو اپنی حکمت اور مشیت کے تحت نظم میں پرو دیا۔ چونکہ نظم کے لغوی معنی کسی کام کے انتظام، بندوبست یا سلیقہ کے ہیں۔ اس کے علاوہ پرونا، باندھنا اور مرتب کرنا وغیرہ بھی نظم کے لفظی معنی میں آتا ہے[32]

اصطلاح میں اس سے مراد کسی کام کو اس کی نوعیت اور اہمیت کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے اور اس کے تمام اجزاء و عناصر اور دیگر پہلوئوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس طریقہ اور اہتمام سے انجام دینا کہ تمام مطلوبہ مقاصد حاصل ہو جائیں۔ نظم کا اطلاق گھر، کارخانہ، تعلیمی ادارہ جات و دیگر ہر شعبہ جات زندگی پر ہوتا ہے۔ قدرت کا نظم بھی کسی اصول اور منصوبے کے تحت چل رہا ہے۔

" لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ "33

"سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے"

سائنس دانوں کے خیال میں کائنات کا محیر القول نظام جسے اللہ نے نظم میں پرو یا ہوا ہے۔ شاید اللہ کی مشیئت سے اس نظم کے اندر خلل پیدا ہو گا۔ ہر ایک سیارہ دوسرے سے ٹکرا جائے گا، ہر چیز اپنا مدار چھوڑ دے گی جس کے نتیجے میں قیامت وقوع پذیر ہو گی۔ قرآن مجید کے آخری پارے کی متعدد صورتوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے:

" اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ "34

(جب آسمان شق ہو)

" اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ "35

(جب آسمان پھٹ پڑے)

اسی طرح تنظیمی لحاظ سے اگر کوئی ادارہ بد نظمی کا شکار ہو جائے تو اپنی حیثیت کھو دیتا ہے۔

نظم و نسق کے فوائد:

۱۔ کارکردگی بہتر اور موثر ہو جاتی ہے۔

۲۔ ہر کام قاعدے کے مطابق اور سلیقے سے ہوتا ہے۔ نیز کام میں تنظیم اور تربیت پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ قوانین اور ضابطوں کی پابندی آسان ہو جاتی ہے۔

۴۔ اہداف کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔

۵۔ غیر ضروری بحث و تکرار سے بچا جا سکتا ہے۔

کسی ادارے صنعت و فرم کے اندر عمل کرنے والے (عاملین) غیر فعال ہو جائیں تو ادارے کی کارکردگی صفر ہو جاتی ہے اگر متحرک رہیں تو وہ ادارہ آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگتا ہے۔ بعینہٖ رب العلمین کی ربوبیت کی پاسداری میں جن کے ذمے خذ من اموالھم صدق کی نیابت تفویض ہو وہ ان لوگوں کے بھی امین ہیں۔36 جن کے لیے زکوۃ کی صورت میں مال وصول کیا گیا اور ان کے بھی امین ہیں جن سے لیا گیا گویا ہر دو کے ضامن بھی ہیں اور امین بھی۔ لہٰذا وصول شدہ مال (زکوۃ) کا ایسے سلیقے سے انتظام کرنا کہ امانت کو حق ادا ہو سکے۔

چوں کہ عصر حاضر میں محکمہ پوسٹ آفس (ڈاکخانہ جات) اور بنک کے ذریعے لوگوں کی امانتیں وصول کی جاتی ہیں، ان کا حساب رکھا جاتا ہے اور بعد ازاں واپس کی جاتی ہیں۔ ایک عامل بھی سہولت کے پیش نظر منظم طور پر حساب کتاب، اس کی تصدیق و مہر، امانت کی حفاظت و نگہداشت کے لیے مناسب بلڈنگ (گودام) اور علاقائی منصوبہ بندی وغیرہ جیسے لازمی امور کا خیال رکھے گا تاکہ کسی طرح کی بد نظمی پیدا نہ ہو۔

ادائیگی امانت میں تنظیم:

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا"[37]

(بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں (اہل) کے سپرد کرو)

تنظیمِ زکوۃ کا عمل تحصیل سے بھی بڑھ کر ہے جسے باقاعدہ ترتیب و حفاظت سے رکھنا اور مناسب دیکھ بھال کرنا عاملین کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ ظاہر ہے کہ جب یہ معزز افراد تحصیل، تنظیم اور ترغیب و ترہیب زکوۃ میں مرکزی و محوری اہمیت کے حامل ہیں تو انہی کی محنت شاقہ سے مطلوبہ اہداف حاصل ہو سکتے ہیں۔ جب تک یہ تحصیلداران اور منتظمین امور زکوۃ میں لگے رہتے ہیں۔ غازی فی سبیل اللہ کہلاتے ہیں۔ انہی کے حسن انتظام سے متعلقین / مستحقین تک زکوۃ پہنچی ہے اور صاحب نصاب سے زکوۃ وصول کی جاتی ہے اور اس وصول اور تقسیم کا باضابطہ ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے۔

حساب کتاب میں تنظیم:

مولانا سیوھاروی کتاب الخراج ص ۴۵ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:

''حضرت بلالؓ جب بحرین سے مالِ کثیر لے کر آئے تو حضرت عمرؓ نے مجلس مشاورت طلب فرمائی اور ارشاد فرمایا لوگو! یہ

مال کثیر آیا ہوا ہے۔ پس اگر تم چاہو تو میں پیمانے سے ناپ کر تم میں تقسیم کر دوں اور اگر تمہاری یہ خواہش ہو کہ گن کر دوں تو شمار سے بانٹ دوں اور اگر یہ مرضی ہو کہ وزن کر کے دوں تو اس طرح تول کر دوں، قوم میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا امیر المومنین لوگوں کی شمار کے لیے رجسٹر مرتب کرائیے تا کہ اس کے اس کے مطابق وظائف دیے جایا کریں۔ حضرت عمرؓ نے اس کو بہت پسند کیا"[38]

انتظام زکوۃ میں حساب کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ایک آدمی بنو سلیم کے صدقات کی وصولی کے لیے عامل بنایا۔ اس کا نام ابن اللتبیہ تھا پھر جب یہ عامل واپس آیا تو آپؐ نے اس سے حساب لیا[39]

ادائے زکوۃ کی تصدیق و مہر:

اکثر فقہائے کرام تسلیم کرتے ہیں کہ اگر جانوروں کو داغنے سے کوئی جائز مقصد حاصل ہو۔ جیسے پہچان کے لیے نشانی تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کی ہوئی اس حدیث مبارکہ سے بھی تصدیق ہوئی ہے کہ رسول کریم ﷺ خود بھی بطور زکوۃ دیئے ہوئے مویشیوں کو داغا کرتے تھے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ:

"ایک دن میں عبداللہ بن ابی طلحہ کے ہمراہ صبح کے وقت رسولؐ اللہ کے پاس آیا تھا تا کہ آپؐ عبداللہ کو ہدایات دیں اور جب آپؐ کے حضور میں آیا تو دیکھا کہ آپؐ کے ہاتھ میں داغنے والی لوہے کی سلاخ تھی۔ جس سے زکوۃ کے اونٹوں کو داغ رہے تھے۔"[40]

عصر حاضر میں آرمی کے شعبہ ٹرانسپورٹ میں جہاں دور دراز پہاڑی علاقوں میں فوجی ساز و سامان اور فوجیوں کے لیے غلہ وغیرہ پہچانے کے لیے خچروں کا استعمال ہوتا ہے۔ ان خچروں پر دیکھا گیا ہے کہ آرمی کی اس یونٹ کا نمبر درج ہوتا ہے۔ عاملین کی انتظامی لحاظ سے ذمہ داری ہے کہ اس کا خاص اہتمام کریں۔ عصر حاضر میں یہ انتظام مہر کے ہمراہ دستخط شدہ تصدیق کی صورت میں ہوتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کی بدولت اب اُس زمانے جیسی مشکلات نہیں رہیں۔

انتظام تیسیر اسہولت:

عامل زکوۃ کو چاہیے کہ وہ زکوۃ دھندگان کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔ انہیں مشکلات میں نہ ڈالے یعنی یہ کہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے زکوۃ دھندہ کو مجبور نہ کرے کہ وہ اپنی زکوۃ کا مال خود لے کر اس کے پاس پہنچے بلکہ یہ خود ان کے پاس پہنچے۔

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لا جلب ولا جنب ولا توخذ صدقاتهم اِلاَّ فی دورهم"[41]

"زکوۃ لینے والا مویشیوں کو (اپنے ٹھکانے پر) نہ منگوائے اور نہ ہی مالک اپنے مویشی کہیں دور لے جائے بلکہ مویشیوں کی زکوۃ ان کے گھروں میں ہی وصول کی جائے۔"

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

"توخذ صدقات المسلمین علی میاھھم "[42]

" مسلمانوں کے صدقات ان کے پانیوں (یعنی مویشیوں کے گھاٹوں) پر وصول کیے جائیں مراد یہ ہے کہ زکوۃ وصول کرنے والا لوگوں کو اپنے پاس حاضر ہونے کی تکلیف نہ دے بلکہ خود ان کے مویشیوں کے گھاٹوں پر پہنچے اور جب وہاں مویشی آئیں تو ان سے وصول کرلے۔"

گوداموں، احاطوں کا انتظام و نگہداشت:

عاملین زکوۃ اس امر کو یقینی بنانے کے پابند ہیں کہ ان کے پاس اکٹھی ہونے والی اجناس، مال مویشی اور نقد روپے پیسے کی حفاظت کا خاص اہتمام کریں۔ ضیاع پذیر اشیاء کی نکاسی اور طویل المیعاد اشیاء کے لیے مناسب گودام وغیرہ کا انتظام کرے۔ جہاں روشنی اور ہوا کا بھی ضرورت کے تحت اہتمام ہو ایسا نہ ہو کہ روشنی اور ہوا کے نہ ملنے سے گودام میں حفاظت کی خاطر رکھی گئی اجناس بوسیدہ/ضائع ہو جائیں اور مستحقین کی حق تلفی ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے سنہری اقدامات سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید سورہ یوسف میں یوں آیا ہے:

"قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ"[43]

(مقرر کرو مجھے زمین کی پیداواروں پر میں نگرانی کرنے والا اور علم والا ہوں)

حضرت یوسف علیہ السلام نے نظم و ترتیب اور بندوبست کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حفیظ کا مطلب یہ تھا کہ اس قسم کے کاموں میں حفاظت و نگرانی اور دیکھ بھال کا سلیقہ ناگزیر ہے دوسرے علیم (یعنی نظم کرنے والے کی معلومات کو وسیع ہونا چاہیے) گویا جسمانی طاقت سے زیادہ اس سلسلے میں دماغی و ذہنی سرمایہ کی ضرورت ہے 44

علاقائی منصوبہ بندی کی تدبیر:

زکوۃ بنیادی طور پر علاقائی منصوبہ بندی کی تدبیر بھی سامنے لاتی ہے۔ ہر علاقے کی اکٹھی کی ہوئی زکوۃ اسی علاقے کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جانی چاہیے۔ لیکن اگر کسی علاقے کی ضروریات سے زکوۃ بڑھ جائے تو وہ مرکزی بیت المال میں بھیجی جا سکتی ہے۔ جس کی مثالیں عہد رسالت، عہد فاروقی و دیگر ادوار میں ملتی ہیں۔ موجودہ علاقے کی تعریف میں صوبے لائے جا سکتے ہیں۔ اس طرح علاقائی استحصال کی وہ شکایت جو بہت سے سیاسی اور تمدنی مسائل کا موجب ہے۔ آپ سے آپ ختم ہو سکتی ہے [45]

زکوۃ کے خزانۂ عامرہ کا خصوصی انتظام:

فرشتہ ج وسائیس کے مطابق "ہر علاقے کی مخصوص ضروریات کو پیش نظر رکھ کر زکوۃ کے ہر ایک مرکز کو چاہیے کہ زکوۃ کے اموال کو محفوظ و مامون رکھنے کے لیے مناسب اور ضروری انتظام کرے۔ جیسا کہ:

الف۔ بطور زکوۃ وصول شدہ چاندی، سونے، کرنسی نوٹ، موتیوں اور قیمتی پتھروں کی حفاظت کے لیے خاص خزانہ (بکس/کمرہ)

ب۔ اشیائے تجارت، شہد، خام ریشم اور زرعی پیداوار کی شکل میں وصول شدہ زکوۃ کو حفاظت سے رکھنے کے لیے خاص گودام عصر حاضر کی شکل میں ائیر کنڈیشنڈ۔

ج۔ اناج کی شکل میں وصول شدہ زکوۃ کو حفاظت سے رکھنے کے لیے خاص گودام۔

د۔ پالتو مویشیوں (گائے، بھینس، بھیڑ بکری) کی صورت میں وصول شدہ زکوۃ کو حفاظت میں رکھنے کے لیے خاص اصطبل، باڑے یا کانجی اور چرنے کے لیے چراگاہ[46]

مختصر یہ کہ حالات و زمانہ کے تقاضوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے عاملین تنظیم زکوۃ سے متعلق ہر وہ لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں۔ جس سے سہولت کے ساتھ ساتھ تمام مطلوبہ مقاصد واہداف حاصل ہو جائیں جیسا کہ ابتدا میں تعریف میں بیان کیا جا چکا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ زکوۃ کی عصری شکل عاملین کے بغیر متذکرہ اہتمام سے خالی ہے۔ بلکہ ایک عرصہ سے خالی چلی آ رہی ہے۔

خلاصہ بحث:

عہد رسالت میں اس اہم کام کی ادائیگی کے لیے جلیل القدر صحابہ کو متعین فرمانا اس کام کی اہمیت اور نوعیت پر بین دلیل ہے۔

زکوۃ کی وصولی اور انتظام میں تقسیم کاروں کا کردار ضرورت مندوں میں موثر تقسیم کو یقینی بنانے اور زکوۃ فنڈز کے زیادہ سے زیادہ اثر کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اس کے ذریعے زکوۃ کی ادائیگی کو سہولت اور آسانی سے مستحقین تک پہنچانے میں مدد ملتی ہے۔

اس عمل میں ان کی کارکردگی اس بات کا تعین کرتی ہے کہ زکوۃ کے فنڈز کس قدر مؤثر طریقے سے غربت کو دور کر سکتے ہیں اور ضرورت مندوں کی تکالیف کو کم کر سکتے ہیں۔

عاملین زکوۃ وصول کنندگان کی شناخت کے لیے ضروریات کا مکمل جائزہ لینے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ انہی یقین ہونا چاہیے کہ زکوۃ ان لوگوں تک پہنچ رہی ہے، جو حقیقی طور پر ضرورت مند ہیں۔

عاملین زکوۃ کو شفافیت اور جوابدہی کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ تقسیم کے دوران عاملین کو اس امر کو خیال رکھنا چاہیے کہ زکوۃ کا استعمال اسلامی اصولوں کے مطابق موثر اور اخلاقی طور پر کیا جائے۔

عاملین زکوۃ پر لازم ہے کہ زکوۃ کے مال کی حفاظت کی غرض سے گوداموں اور دیگر حفاظتی انتظام کرے، تاکہ زکوۃ کے مال کا ضیاع اور خراب ہونے سے محفوظ رہے اور اپنے مستحقین تک درست حالت میں پہنچ سکے۔

عاملین زکوۃ کو چاہیے کہ حکومتوں، این جی اوز، اور کمیونٹی تنظیموں کے ساتھ تعاون کریں تاکہ زکوۃ کی تقسیم کے لیے مربوط اور جامع طریقہ کار کو یقینی بنایا جا سکے۔ وسائل اور مہارت کو جمع کر کے، زکوۃ کے اثر کو زیادہ سے زیادہ بڑھا جا سکے اور زیادہ سے زیادہ مستحقین تک پہنچانے کی عملی کاوشیں کی جائیں۔

اس عمل کو درست انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مضبوط نگرانی اور تشخیصی طریقہ کار قائم کیا جائے۔

تقسیم کار زکوۃ کی وصولی اور انتظام میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں، عطیہ دہندگان اور مستحقین کے درمیان ثالث کے طور پر کام کرتے ہیں۔ غربت کے خاتمے، سماجی انصاف کو فروغ دینے، اور مسلم کمیونٹیز اور اس سے باہر پائیدار ترقی کو فروغ دینے میں زکوۃ کے اثر کو زیادہ سے زیادہ کرنے کے لیے اس کا موثر اور شفاف ہونا ضروری ہے۔

CC BY

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

حوالہ جات (References)

[1] الحج . 22 /41

[2] التوبہ .9/60

[3] مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح المسلم، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی ۔ 1/ 345-46.

[4] التوبہ .9/103

[5] ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوہری، الصحاح (تاج اللغۃ و صحاح العربیۃ) ۔ دار الحدیث القاھرۃ، ص .812

[6] مقبول بیگ بدخشانی ۔ فیروز اللغات، ص .729

[7] علامہ جمال الدین محمد بن مکرم، ابن، منظور، لسان العرب، .11/474

[8] امام راغب اصفہانی، معجم، مفردات الفاظ القرآن، ص .36

[9] ڈاکٹر وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، المکتبہ الرشید، سرکی روڈ کوئٹہ، 1954، .

[10] عبد الرحمٰن الجزری، الفقہ علی المذاھب الاربعہ، دار الاشاعت بیروت، 1/ 549-50.

[11] جلال الدین سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر الماثور، دار الکتب العلمیہ، بیروت ، 3/ 450.

[12] مولانا سید عبد الرشید نعمانی، لغات القرآن ، 4/ 212-13.

[13] الاستاذ احمد مصطفیٰ المراغی، تفسیر المراغی، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، 4/ 117.

[14] سایئس ج، د، فرشتہ، فلسفہ زکوۃ اور قانون، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ص .446-47

[15] ۔علامہ علاو الدین الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترھیب الشرائع، مترجم مولانا ظفر اللہ شفیق، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبیری، لاہور، 1993، 4/110.

[16] ۔ڈاکٹر یوسف القرضاوی، فقہ الذکوۃ، مترجم ساجد الرحمٰن صدیقی، البدر پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور 1984 ، 2/279-80.

[17] مولان حفیظ الرحمٰن سہوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، مکتبہ امدادیہ، ملتان، ص .282-83

[18] ۔ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، اسلامی ثقافت، فیروز سنز پرائیوٹ لمٹیڈ، لاہور ۔ص .231-32

[19] ۔التوبہ .9/60

[20] ایضا

[21] ابو عبد الرحمٰن محمد شعیب النسائی، سنن النسائی، المکتبہ امدادیہ، ملتان ، 1 /341.

[22] ۔ایضا، ص .141

[23] مولانا، محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ، مکتبہ عثمانیہ، علامہ اقبال ٹاون لاہور ، 2/ 166.

[24] یاسین مظہر صدیقی، عہد نبوی میں تنظیم ریاست حکومت، قاضی پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر، نظام الدین ویسٹ، نئی دہلی، 1988، ص523 ۔ 529.

[25] النجم .53/2-3

[26] ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، دار الفکر للطباعہ والنشر والتوضیع .

[27] Deep, Sadia, Rabiah Mohyuddin, and Samina Akhtar. "EPISTEMOLOGY OF SUCCESS AND FAILURE: A QUALITATIVE EXPLORATION IN CONTEXT OF ISLAMIC PHILOSOPHY OF EDUCATION." *International Research Journal of Social Sciences and Humanities* 2, no. 2 (2023): 294-305.

[28]عہد نبوی میں تنظیم ریاست حکومت، ص .350

[29]محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور کراچی ، .2/223

[30]مولانا رشید اختر ندوی، تہذیب وتمدن اسلامی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور1973 ، .3/187

[31]ایضاً، ص .188

[32]شیخ ملا جیون، نور الانوار، مکتبہ امدادیہ ملتان، پاکستان، ص .12

[33]۔یسین .36/40

[34]انشقاق .84/1-5

[35]انفطار .83/1-4 :

[36] Jaffar, Saad. "Da'wah in the early era of Islam: A review of the Prophet's Da'wah Strategies." *Iḥyāʾ alʿulūm-Journal of Department of Quran o Sunnah* 21, no. 2 (2021).

[37]۔النساء .4/58

[38]مولانا حفیظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ص .148

[39]۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، قدیمی کتب خانہ کراچی ، .1/203

[40]ایضا ، .1/ 204

[41]سلیمان بن اشعث، ابو داود، سنن داود، مکتبہ امدادیہ ملتان ، .1/232

[42]ابن ماجہ، کتاب الزکوۃ، ص324 .

[43]۔یوسف .12/55:

[44]سید مناظر احسن گیلانی، اسلامی معاشیات، دار الاشاعت، اردو بازار کراچی، ص .37

[45]اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، رہائش گاہ دانش، پنجاب، لاہور ، .1/467

[46]فلسفہ و قانون، مترجم چوہدری عبدالرحمٰن عابد، 1989، ص504 ۔ .503